بیت المقدس

۲۶۔ کلمات الشعراء۔ ص۔ ۳۴

بیت المقدس کی بے شمار فضیلتیں ہیں۔ خداوند عالم نے قرآن مجید میں اپنے پیغمبروں سے اسی سرزمین کا وعدہ کیا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات سے بخوبی واضح ہے:

ونجیناہ ولوطا الیٰ الارض التی بارکنا فیھا للعالمین۔ یعنی ہم نے انہیں اور لوطؑ پیغمبر کو اسی سرزمین میں نجات دی ہے جو تمام دنیا والوں کے لئے میرے نزدیک بہت مبارک ہے۔ اس جگہ مبارک سرزمین سے مراد بیت المقدس ہے۔

ایک دوسری آیہ کریمہ میں خداوند عالم، بنی اسرائیل کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: وواعدناکم جانب الطور الایمن۔ اور ہم نے تمہیں سرزمین طور کی داہنی جانب والی جگہ کی بشارت دی۔ جغرافیائی اعتبار سے سرزمین طور کے دو حصے ہیں، بائیں جانب والا حصہ مصر و فلسطین کے درمیان واقع صحراء سینا کا علاقہ ہے اور داہنی طرف والا علاقہ سرزمین فلسطین کا وہ حصہ ہے جس میں بیت المقدس واقع ہے۔

تیسری جگہ قرآن مجید کا ارشاد ہے وجعلنا ابن مریم وامہ آیۃ وآویناھما الیٰ ربوہ ذات قرار و معین ہم نے حضرت عیسیٰؑ اور ان کی والدہ حضرت مریمؑ کو دو گواہ قرار دئے۔ اور پھر انہیں ایک ایسی جگہ عطا کر دی جہاں وہ چین اور سکون کے ساتھ زندگی بسر کر سکیں۔ اس جگہ پر سکون محل سے مراد بیت المقدس ہے۔

قرآن مجید بیت المقدس کی فضیلت کا تذکرہ کرتے ہوئے یوں ارشاد کرتا ہے: سبحان الذی اسریٰ بعبدہ لیلاً من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ۔ یعنی پاک و پاکیزہ ہے وہ پروردگار جس نے ایک رات میں اپنے بندے حضرت محمد مصطفےٰ کو مسجد الحرام یعنی مکہ سے لیجا کر مسجد الاقصیٰ بیت المقدس کی سیر کرائی۔ جیسا کہ اس سے پہلے بھی اشارہ کیا جا چکا ہے کہ مسجد اقصیٰ سے مراد وہی سرزمین بیت المقدس ہے۔

اس روایت میں منقول ہے کہ جو شخص بیت المقدس میں نماز بجالایا اس کی مثال ایسی ہے گویا آسمان پر نماز ادا کی، کیوں کہ بیت المقدس آسمان سے بہت قریب ہے۔ اور پروردگار عالم نے حضرت عیسیٰؑ کو اسی سرزمین سے آسمان پر اٹھالیا ہے۔

جب حضرت سلیمانؑ، بیت المقدس کی تعمیر سے فارغ ہو چکے تو پروردگار نے ان سے کہا: اے سلیمان تم دعا کرو میں تمہاری دعا قبول کروں گا۔ حضرت سلیمانؑ نے بارگاہ خدا میں دست دعا بلند کرتے ہوئے کہا: اے پالنے والے! میرے گناہوں کو معاف کردے۔ غیب سے آواز آئی: اے سلیمان! میں نے تمہاری دعا قبول کرلی۔ اس کے بعد حضرت سلیمانؑ نے پروردگار کی بارگاہ عالیہ میں دعا کرتے ہوئے کہا: "پالنے والے! جو شخص اس سرزمین میں تیری نماز ادا کرے، اس کے بھی گناہ معاف کردے۔" پروردگار نے حضرت سلیمانؑ کی یہ دعا بھی قبول کرلی۔ اس کے بعد حضرت سلیمانؑ نے پروردگار سے درخواست کی کہ جو شخص مریض یا محتاج اس سرزمین پر آکر طلب حاجت کرے، اے پالنے والے تو اسے شفا عطا کردے اور اسے اتنا غنی بنادے کہ پھر کسی کے آگے دست سوال نہ پھیلائے۔ پروردگار نے اپنے پیغمبر کی یہ دعا بھی قبول کرلی۔

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفیٰؐ سے روایت ہے کہ جو شخص ان تین مقدس مقامات کی زیارت کرے گا، اسے کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ ایک میری مسجد یعنی مدینہ منورہ، دوسری خانہ کعبہ یعنی مکہ معظمہ اور تیسری بیت المقدس۔ حضرت آدمؑ نے وصیت فرمائی تھی کہ انہیں اسی سرزمین میں دفن کیا جائے۔ حضرات اسحاقؑ وابراہیمؑ اسی سرزمین میں دفن ہیں۔ حضرت یوسفؑ نے قیام مصر کے دوران وصیت فرمائی تھی کہ انہیں بیت المقدس ہی میں دفن کیا جائے یعنی اگر مصر میں موت آجائے تو میرا جسم بیت المقدس لے جاکر دفن کردیا جائے۔ پروردگار عالم نے حضرت داوُدؑ کے گناہوں کو اسی مقدس سرزمین پر ہی معاف کیا تھا۔ حضرت عیسیٰؑ نے گہوارہ میں لوگوں سے اسی جگہ پر کلام کیا تھا اور اپنی والدہ کے اشارہ پر لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا تھا کہ میں بندۂ پروردگار ہوں۔ اور قیامت کے دن لوگوں کو اسی جگہ سے جنت و دوزخ کا فیصلہ سنایا جائے گا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ بیت المقدس کی بنیاد پیغمبروں نے ڈالی تھی اور یہ لوگ اسی پاکیزہ زمین پر زندگی بسر کرتے تھے۔ اللہ کے پیغمبروں میں سے ہر ایک نے اس سرزمین پر نماز ادا کی ہے۔ اس طرح یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ یہ سرزمین پیغمبروں کی عبادت گاہ رہی ہے۔

ابوذر غفاریؓ نے ایک روز پیغمبر اسلامؐ سے پوچھا۔ یارسول اللہ! دنیا میں سب سے پہلے کس مسجد کی تعمیر کی گئی؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ سب سے پہلے مسجد الحرام یعنی خانہ کعبہ کی تعمیر عمل میں آئی تھی۔ اس کے بعد حضرت ابوذرؓ نے سوال کیا کہ اے خدا کے رسولؐ دوسری مسجد کون سی ہے؟ آپؐ نے جواب دیا: بیت المقدس جس کی بنیاد خانہ کعبہ کی تعمیر کے چالیس برس بعد رکھی گئی تھی۔

روایت میں ہے کہ جو شخص شوق وذوق کے ساتھ بیت المقدس کی زیارت کا شرف حاصل کرے اس کی جگہ جنت ہوگی۔ جو شخص اس

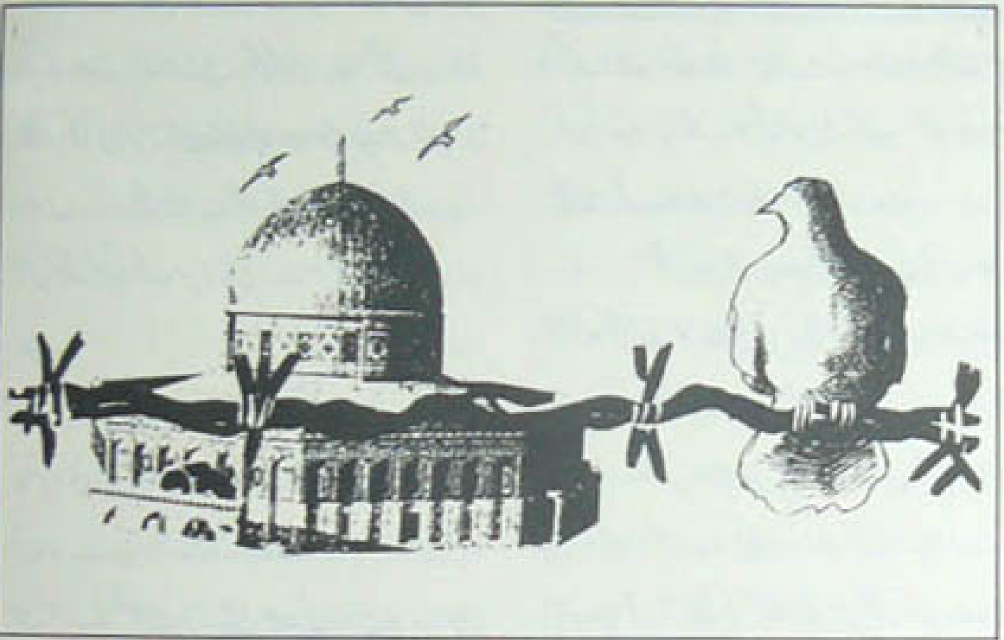

مقدس سرزمین میں دو رکعت نماز ادا کرتا ہے اس کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ اور اس کے دل میں ہمیشہ خدا کا خوف اور اس کی زبان پر ذکر الٰہی رہا کرتا ہے۔ جو شخص بیت المقدس میں محتاجوں کی مدد کرے گا، وہ روز قیامت دوزخ کی آگ سے محفوظ رہے گا۔

حضرت داوُدؑ اور ان کے بیٹے حضرت سلیمانؑ اس مقدس گھر کے پہلے بانی ہیں۔ حضرت سلیمانؑ کی وفات کے بعد دشمنوں نے بیت المقدس کو بالکل ویران کر ڈالا۔ اس کے بعد حضرت شعیاؑ نے اس جگہ کو پھر آباد کیا اور ایک ایرانی بادشاہ نے اس کی دوبارہ تعمیر کرائی۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے بیت المقدس میں عجیب وغریب چیزیں جمع کر رکھی تھیں، ان میں وہ زنجیر بھی ہے جس کا ایک کنارا مسجد کی چھت سے لگا ہوا تھا اور اس کا دوسرا سرا زمین پر لٹک رہا تھا صرف پاک وپاکیزہ لوگوں کا ہاتھ ہی اس زنجیر تک پہنچ پاتا تھا اور ناپاک لوگ اس زنجیر کو نہیں چھو پاتے تھے۔ جب پاک وپاکیزہ لوگ اس زنجیر کو چھوتے تھے تو انہیں کچھ نہیں ہوتا تھا لیکن اگر ناپاک لوگ کسی طرح اسے چھو لیتے تو ان کا ہاتھ جل جاتا تھا۔

اس کے بعد صاحب معجم البلدان یاقوت حموی بیت المقدس کے بارے میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ اب میں آپ لوگوں کی توجہ ان حقیقتوں کی طرف لے جانا چاہتا ہوں جو میں نے اس سرزمین کی زیارت کے دوران اپنی

آنکھوں سے دیکھی ہیں۔ شہر بیت المقدس پہاڑی اونچی اونچی چوٹیوں سے گھرا ہوا ہے۔ یہ دو بلند پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ شہر کے اندر عالیشان عمارتیں اور اچھے بازار بھی ہیں۔ مسجد الاقصیٰ شہر کے مشرقی علاقے میں ہے۔ اس کی دیواریں اور ستون سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں۔ اس عظیم مسجد کی کوئی دوسری مثال موجود نہیں ہے۔ مسجد بیت المقدس کے صحن میں ایک عالیشان عمارت ہے، جس کے اوپر سونے کا بہت بڑا گنبد ہے۔ اس عمارت کو مسجد صخرہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ مسجد کے وسط میں صخرہ پتھر موجود ہے۔ شب معراج پیغمبر اسلامؐ نے آسمان کی طرف پرواز کے وقت اس پتھر پر قدم رکھا تھا جس کے نشان آج بھی موجود ہیں۔ مسجد صخرہ سے باہر نکلنے کے لئے چار دروازے ہیں۔ مشرقی دروازے پر ایک گنبد بنا ہوا ہے، اسے گنبد سلسلہ' کے نام سے پکارتے ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے گنبد بھی موجود ہیں جنہیں گنبد معراج اور گنبد حضرت داؤدؑ کہتے ہیں۔ مسجد صخرا کا گنبد چینل کا بنا ہوا ہے۔ اور اس پر سونے اور چاندی کی ملمع کاری کی گئی ہے چنانچہ سورج کی کرنوں کی وجہ سے اس کے اردگرد کا منظر بہت دلکش اور پرنور نظر آنے لگتا ہے۔ اس شہر کے لوگ بارش کے پانی کو ہی پینے کے کام میں لاتے ہیں۔ شہر میں تین نہریں بھی ہیں جن کے نام ہیں جو ئبار بنی اسرائیل، نہر سلیمان اور نہر عیاض۔ انہیں نہروں کے قریب حمام بھی بنے ہوئے ہیں تاکہ لوگ آسانی سے نہا دھو سکیں۔

شہر کے باہر ایک چشمہ' آب بھی ہے جسے چشمہ سلوان کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ بیت المقدس ایک معتدل آب و ہوا والا شہر ہے اور یہاں اکثر برف باری بھی ہوتی رہتی ہے۔

خلیفہ دوم نے عمر بن العاص کی سپہ سالاری میں ایک لشکر بیت المقدس روانہ کیا، عمر عاص اس شہر کو فتح کرنے میں ناکام رہا۔ چنانچہ لشکر کی قیادت ابو عبیدہ بن الجراح کے سپرد کر دی گئی لیکن وہ بھی شہر کے اندر داخل نہ ہو سکا۔ شہر کے لوگوں نے قلعہ کی کنجی لشکر اسلام کے حوالے

> شب معراج پیغمبر اسلامؐ نے آسمان کی طرح پرواز کے وقت اس پتھر پر قدم رکھا تھا جس کے نشان آج بھی موجود ہیں۔

نہیں کی اور کہا کہ قلعہ کی کنجی صرف خلیفہ' وقت کی تحویل میں دی جاسکتی ہے۔ چنانچہ ابو عبیدہ نے خلیفہ دوم کو ایک خط لکھا کہ شہر کے لوگوں کا مطالبہ ہے کہ وہ قلعہ کو خلیفہ کی تحویل میں دیں گے لہذا آپ کی آمد ضروری ہے۔ چنانچہ ۱۷ھ میں حضرت عمر دمشق کے قریب شہر جابیہ میں داخل ہوئے۔ اور اس کے بعد وہ بیت المقدس کی طرف روانہ ہو گئے اور بغیر کسی قتل عام یا خونریزی کے بیت المقدس اسلامی حکومت میں شامل کر لیا گیا۔ شہر کے زیادہ تر لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔

باقی نصاریٰ اور یہودی قوم کے لوگ اپنی مذہبی رسومات اور احکام پر بغیر کسی جھگڑے فساد کے پابند عمل رہ گئے۔ ان لوگوں پر کسی قسم کی کوئی پابندی نہ تھی بلکہ مسلمانوں کی طرح انہیں بھی ہر طرح کی سیاسی اور معاشرتی آزادی حاصل تھی اور سب لوگ مل جل کر زندگی بسر کر رہے تھے کہ ۴۹۱ھ میں انگریزوں نے اس شہر پر حملہ کر دیا۔ اور زبردست قتل عام و خونریزی کے بعد شہر بیت المقدس پر اپنا قبضہ جما لیا۔ ایک ہفتے تک مسلمانوں کے قتل عام کا سلسلہ جاری رہا۔ مسلمانوں نے جلاد صفت انگریزی فوج کے ظلم سے نجات حاصل کرنے کے لئے مسجد بیت المقدس کے اندر پناہ اختیار کی مگر انگریزی فوج اس مسجد کے اندر گھس گئی اور وہاں پناہ گزیں تقریباً ۷۰ ہزار مسلمانوں کا وحشیانہ قتل عام شروع کر دیا۔ انگریزی فوج نے مسجد کی تمام بیش قیمت اشیاء کو وہاں سے نکال لیا اور یہ مقدس جگہ حملہ آور فوج کے نجس جانوروں کا طویلہ بن گئی۔ تقریباً ۹۱ سال تک انگریزوں نے اس شہر پر حکومت کی۔ آخر کار ۵۸۳ھ میں صلاح الدین ایوبی نے انگریزوں کے خلاف زوردار جنگ کی اور اس مقدس شہر کو دوبارہ اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اس طرح ایوبی حکمرانوں نے اس شہر پر حکومت شروع کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ ایوبی خاندان کے ایک حاکم نے شہر کے مضبوط قلعہ کے ایک حصے کو یہ کہہ کر تباہ کر ڈالا تھا کہ ہم مسلمانوں کا دفاع، قلعہ کی دیواروں سے نہیں بلکہ اپنی تلواروں سے کرتے ہیں۔